۱۸۵۷ء کی پہلی خاتون مجاہدہ- عزیزن بائی

ڈاکٹر عبدالعزیز عرفان
نیشنل کالونی، اورنگ آباد (مہاراشٹر)

ہندوستان کی جنگ آزادی میں خواتین کا اہم کردار رہا ہے۔اس میں ہندوستانی خواتین نے راست یا بالواسطہ طور پر ملک کے لیے قربانیاں دیں۔انھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ملک عزیز سے محبت رکھتی ہیں۔ ان میں سرفہرست عزیزن بائی کا شمار ہوتا ہے۔جو ۱۸۵۷ء کی پہلی خاتون مجاہدہ ہے۔اس جانباز اور دلیر خاتون نے جنگ آزادی میں شامل ہوکر اہم کارنامے انجام دیے اور ملک عزیز پر اپنی جان نچھا ور کر دی۔

عزیزن بائی کان پور کے قریب بٹھور کی رہنے والی تھی۔ والد کا نام حسین خان اور والدہ کا نام حمیدہ بیگم تھا۔والدین کی موت پر حالات نے اسے رقاصہ بنا دیا تھا۔مشہور رقاصہ امراؤ جان ادا کے سارنگی محل میں بھی عزیزن باشعور اور دانشمند خاتون تھی۔وہ قوم و ملک سے محبت رکھتی تھی۔حالات نے اسے ایک مجاہدہ اور محبِّ وطن بنا دیا۔

ایک روایت کے مطابق تری بھون سنگھ سے متاثر ہوکر جنگ آزادی میں شامل ہوگئی تھی۔ایک مرتبہ انگریز سپاہی تری بھون سنگھ کا پیچھا کر رہے تھے۔تری بھون سنگھ نے عزیزن کے گھر میں پناہ لی۔عزیزن نے انگریزی فوج سے چھٹکارا دلایا اور پیچھے کرنے کا سبب پہنچا۔تری بھون سنگھ نے کہا کہ مکمل آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔''انگریزوں کا خاتمہ ہو اور ہمارا ملک آزاد ہو۔'' اس شخص نے بائی کو جنگ میں شامل ہونے کی دعوت دی اور تاتیا ٹوپے کے پاس بھیجا۔ عزیزن بائی نے تاتیا ٹوپے سے ملاقات کی۔وہ عزیزن بائی کے جذبۂ حب الوطنی سے بیحد خوش ہوئے۔انھوں نے بائی سے کہا لڑائیاں صرف تلواروں سے ہی نہیں بلکہ حکمت سے بھی لڑی جاتی ہیں۔تم ایک رقاصہ کی حیثیت سے کانپور چھاؤنی کے فرانگیوں سے میل جول بڑھاؤ۔جب وہ تم پر اعتماد کرنے لگیں تو ان کے راز حاصل کر کے ہمیں پہنچاؤ۔عزیزن نے تاتیا ٹوپے کے کہنے کے مطابق اپنی بقیہ زندگی مکمل آزادی

کے لیے وقف کردی۔

حسن مثنیٰ اپنی تصنیف ''۱۸۵۷ء: 'نکات اور جہات' میں لکھتے ہیں۔عزیزن کا عاشق شمس الدین کانپور کے باغی سپاہیوں کا رہنما تھا۔اسے عزیزن کی راگ بھیروی سے عشق تھا۔وہ عزیزن کی محفل میں اکثر انقلابی مقصد بناتا۔ وہ جب فرنگیوں کے مظالم اور بے رحمانہ قتل کے مناظر کھینچتا تو عزیزن کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ،انہی دنوں ۱۰رمئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ میں انقلاب کا بگل بجا تو اٹاوہ کی انقلابی سرگرمیوں میں عزیزن کے بھائی اور دیگر افرادخانہ کو انگریزوں نے تہ تیغ کردیا۔عزیزن پھوٹ پھوٹ کررونے لگی۔شمس الدین نے رونے کی وجہ پوچھی تو عزیزن نے جواب دیا،لیکن تم لوگ ابھی تک خاموش بیٹھے ہو؟

۷رجون ۱۸۵۷ء کو ناناصاحب پیشوا کی جانب سے ہندومسلمانوں سے مشترکہ اپیل کی گئی کہ وہ اپنے ملک ومذہب کی خاطر برطانوی سامراج سے ٹکر لینے کے لیے متحد ہوجائیں اور فوج میں بھرتی ہوں۔یہ اعلان سنتے ہی یہ مجاہدہ گھربارچھوڑکر اپنے ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں کودپڑی۔شمس الدین کے تعاون سے اس نے خواتین کی ایک چھوٹی سی فوج بنائی۔ کہاجاتاہے کہ وہ گھر گھر جاتی تھی۔عورتوں کو گھڑسواری اورہتھیاروں کا استعمال سکھاتی تھی۔وہ خود اپنے فوجی دستے کی مخصوص وردی میں ملبوس بے خوف وخطرتلوار لیے گھومتی تھی۔

حکومت اترپردیش کی طرف سے شائع کی گئی کرنندسروپ مصرا کی مرتبہ کتاب ''ناناصاحب پیشوا'' جنگ آزادی میں خصوصی طورپر ذکر ہے کہ خواتین کے فوجی دستہ کا قیام اس عظیم مجاہدہ کی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔

خواتین کا یہ دستہ زخمی سپاہیوں کوطبی امداد پہنچاتا۔ سپاہیوں کے لیے گولی بارودفراہم کرتا' ان کے لیے کھانے اور کپڑے فراہم کرتا'اورفوجیوں کے لیے گھر گھرسے تازہ پھل'مٹھائی اورمیوے بھی اکٹھا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں اس کے اہم فرائض میں جاسوسی کرنا' جنگی اطلاع حاصل کرنااوران کومختلف اہم شخصیتوں تک پہنچانااوران بزدلوں کوشرم بھی دلا ناتھا جوخوف کے سبب اپنے گھروں میں چھپے ہوئے تھے۔عزیزن ایسے مردوں کوخود چوڑیاں پہناتی،اس شرمندگی سے بچنے کے لیےعوام نے فوج میں بھرتی ہوناشروع کردیا تھا۔ خواتین کا یہ فوجی دستہ مخصوص وردی میں ملبوس گھوڑوں پر سوار ہاتھ میں تلواریں لیے گزرتا تھا۔

انگریزوں کا ایک خبری نانک چند عزیزن کی مقبولیت کے بارے میں لکھتاہے''وہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے جب سڑکوں پرنکلتی تو قصبہ کی پوری فضا ''عزیزن کی جے'' کے نعروں سے گونج اٹھتی ۔ہتھیاروں سے لیس عزیزن لگاتارادھرادھربجلی کی طرح چمک رہی ہے۔ اکثروہ سڑکوں پر بے حال اورزخمی باغی فوجیوں کوپھل، دودھ اورمٹھائی تقسیم کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔''

عزیزن کے متعلق اس دور کا ایک معروف قلمکار لکھتا ہے ''عزیزن آزادیٔ وطن کے جذبے سے اس قدر سرشار تھیں کہ ہر وقت فوجی وردی پہنے رہتی تھیں۔ وہ اپنے فوجی ساتھیوں سے برابر رابطہ قائم رکھتی تھیں۔ ان کے سامنے ایک ہی مقصد تھا۔ ملک کی آزادی، مادر وطن کا انگریزی سامراج کے مظالم سے چھٹکارا۔''

۲۵ / جون ۱۸۵۷ء کو کانپور کے انقلابیوں کو فتح ہوئی۔ انگریز سپہ سالار وہیلر نے ہتھیار ڈال دیے۔ پناہ گزیں انگریزوں کو نانا صاحب نے الہٰ آباد روانہ کرنے کے لیے ستی چورا گھاٹ پر بھیجا۔ جہاں عوام نے قتل عام برپا کر دیا۔ انگریزوں کی تقریباً ۱۵۰ / خواتین اور بچے جو باقی بچے تھے۔ بی بی گھر کی عمارت میں بحفاظت پہنچا کر عزیزن کو جیلر کی حیثیت سے متعین کر دیا۔ عزیزن انتقام کی آگ میں جل رہی تھیں۔ ۲۵ / جون کو اس کے بھائی اور افراد خاندان کا قتل ہوا تھا اور ۱۲ / جولائی ۱۸۵۷ء کو اس کا عاشق شمس الدین بھی فتح پور کے انقلاب میں شہید ہوا تھا۔

عزیزن نے نانا کے سپہ سالار تاتیا ٹوپے سے کہا جنگ میں جب بدلہ لینے کا موقع ملے تو رحم دلی نہیں دکھانی چاہیے۔ ان ہی عورتوں نے جاسوسی کی اور اپنے شوہروں کو بندوقیں بھر بھر کر دیں۔ تاتیا نے جواب دیا عورتوں پر ہاتھ اٹھانا مردوں کو زیب نہیں دیتا۔ عزیزن نے کہا۔ انگریزوں نے ہماری جیسی بے گناہ عورتوں کا قتل کیا ہے تو ہم کیوں رحم دلی سے کام لیں۔ عزیزن بی بی گھر گئیں اور وہاں پر سپاہیوں کو تہ تیغ کرنے کی اجازت دے دی۔ انھوں نے بھی انکار کیا تو عزیزن نے قتل کرا دیا۔

بعدازاں ہیولاک کی فوج نے حملہ بول دیا۔ عزیزن نے انقلابیوں کی ہر طرح سے مدد کی، لیکن دھوکہ سے ایک تاجر نے گرفتار کروا دیا۔ ہیولاک نے عزیزن کے حسن پر فریفتہ ہو کر شوہر سے معافی مانگنے کے لیے کہا، لیکن عزیزن نے انکار کیا۔ ہیولاک نے کہا تم کیا چاہتی ہو؟ عزیزن نے کہا ''برٹش حکومت کا خاتمہ''۔

ہیولاک نے غصہ ہو کر فائر کرنے کا حکم دیا۔ ''اسے گولیوں سے اڑا دو۔'' عزیزن کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ کلمہ پڑھتے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئیں۔ اس طرح عزیزن آزادیٔ وطن کے لیے شہید ہو گئیں۔

استفادہ کردہ کتب:

☆ ۱۸۵۷ء نکات اور جہات، حسن مثنیٰ
☆ ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلم خواتین کا حصہ، ڈاکٹر عابدہ سمیع
☆ انڈیا کی مشہور خواتین، عبدالعزیز عرفان
☆ روزنامہ راشٹریہ سہارا بمبئی، ۱۶ / اگست ۲۰۱۵ء
☆ تاریخ کے جھروکے سے، ڈاکٹر محمد خضر بیگ اورنگ آباد

○○